# مالی قربانیاں تقویٰ کی استطاعت کے مطابق کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 رنومبر 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ تلاوت کی۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۶﴾ (البقرۃ:266)

پھر فرمایا:۔

پیشتر اس سے کہ اس آیت کے مضمون پر کچھ گفتگو کروں میں آج مجلس انصار اللہ UK کے تین روزہ سالانہ اجتماع کے آغاز سے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

آج مجلس انصار اللہ UK کا تین روزہ سالانہ اجتماع اسلام آباد میں ہو رہا ہے اور صدر صاحب انصار اللہ کی طرف سے گزشتہ ہفتہ دس دن سے مسلسل مجھ پر دباؤ رہا ہے کہ میں اسلام آباد جا کر وہ افتتاح کروں اور مسلسل میں اس کا انکار کرتا رہا ہوں۔لیکن وہ بھی ماشاء اللہ دھن کے پکے ہیں، اچھے دعا گو ثابت ہوں گے۔مگر میں نے واضح طور پر عرض کیا بار بار کہ یہ نہیں ہوگا پھر بھی ماشاء اللہ انہوں نے اپنی اس نیک کوشش کو ترک نہیں کیا اور یہ جو انہوں نے ضد لگائی تھی دراصل وہی وجہ ہے جو میں خصوصیت سے ان کی بات کا انکار کرتا رہا ہوں۔

میرا سابقہ دستور ہے جو سب مجالس کے علم میں ہے کہ UK میں جتنے بھی ذیلی مجالس کے اجتماعات ہوتے ہیں ان کا افتتاح میں امیر صاحب UK سے کرواتا ہوں اور اگر وہ نہ ہوں تو ہمارے امام صاحب جو نائب امیر بھی ہیں اور دوسری تقریبات میں حصہ لیتا ہوں۔ تو اول تو میں کسی وجہ سے اس دستور کو بدلنا نہیں چاہتا تھا ورنہ ہر مجلس کی طرف سے مجھ پر یہی دباؤ ہوگا اور یہی مطالبہ ہوگا کہ انصاراللہ کے اجتماع میں آپ نے اس دستور کو بدلا ہے تو ہمارے معاملہ میں کیوں یہ سوتیلے پن کا سلوک ہے، ایک تو یہ وجہ تھی۔ دوسرے یہ کہ ان کا اصرار اس لئے تھا کہ وہ مجھ سے زیادہ اپنے اجتماع کی حاضری بڑھانا چاہتے تھے اور یہ اطلاع دے بیٹھے تھے سب کو کہ ضرور جمعہ سے پہلے پہنچ جائیں کیونکہ خلیفۃ المسیح افتتاح کریں گے۔ یہ درست ہے کہ اگر کسی مجلس میں خلیفۃ المسیح شامل ہوں پہلے بھی یہی رہا ہے آئندہ بھی یہی رہے گا تو ظاہر بات ہے کہ اس اجتماع کی حاضری بڑھ جاتی ہے لیکن اسے حاضری کو بڑھانے کا ذریعہ بنا کر سالانہ رپورٹ کا معیار بڑھانا یہ جائز نہیں ہے۔ خدام کی حاضری ہو، لجنات کی ہو یا انصار کی ہو وہ سال بھر کی کوششوں کا آئینہ دار ہونی چاہئے۔ اگر تمام سال کوشش کر کے مجلس انصاراللہ میں ایک مستعدی پیدا کر دی جائے اور جماعت کے کاموں میں حصہ لینے کا ذوق وشوق بڑھایا جائے اور اس طبعی جوش اور ولولے کے نتیجے میں لوگ کثرت سے اجتماعات میں شامل ہوں تو اچھی بابرکت بات ہے اور قابلِ تحسین ہے۔ مگر یہ نہ ہو تو خلیفہ وقت کو ذریعہ بنا کر اس دن کی حاضری بڑھانا یہ کوئی نیک، اچھی بات نہیں ہے۔ اس لئے وہ سمجھیں یا نہ سمجھیں یہ بات میں اشارۃً ان کی دل آزاری کئے بغیر سمجھانے کی کوشش کرتا رہا مگر وہ بات پہنچی نہیں۔ اس لئے اب میں ساری دنیا کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک طبعی بات ہے کہ اگر کوئی شخص جو کسی بڑے علاقے سے تعلق رکھتا ہو کہ اس کی خاطر لوگ آئیں اس کے آنے پر لوگوں کا آنا ایک طبعی بات ہے اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ مگر کسی ایک دن اس کو بہانہ بنا کر اپنی حاضری بڑھا لینا یہ اچھی کارکردگی کی علامت نہیں ہے۔ اس لئے انصار ہوں یا لجنات ہوں یا خدام ہوں ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ سالانہ تربیت کے معیار کو بڑھائیں یہاں تک کہ کسی ایک شخص کی خاطر نہیں بلکہ روزمرہ کی تربیت کے نتیجے میں، دینی اغراض کی خاطر، تمام ذیلی تنظیموں کے ممبر خدا کو راضی کرنے کے لئے دینی اغراض کی خاطر اکٹھے ہوا کریں۔ یہ جو خلیفہ وقت کے ساتھ تعلق ہے یہ بھی ایک دینی غرض ہے مگر ان دونوں باتوں میں فرق ہے۔ روزمرہ

کی تربیت کے نتیجے میں جو دین سے وابستگی پیدا ہوتی ہے وہ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس بات کی محتاج نہیں رہتی کہ کون آ رہا ہے اور کون نہیں آ رہا۔ اس وقت تو حالت یہ ہو جاتی ہے کہ ہم تو بن بلائے بھی جانے کی کوشش کریں گے اور واقعۃً ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک مصرعہ میں یہ کہا گیا ہے کہ:

اس پہ بَن جائے کچھ ایسی کہ بِن آئے نہ بنے ؎ (دیوان غالب: 296)

بلانے کا محتاج نہ رہے انسان۔ جب دینی مقصد کا کوئی اجتماع ہو تو اس میں ذوق وشوق سے لوگوں کا حاضر ہونا ایک دینی تقاضا ہے۔ پس یہ وجہ ہے میں وضاحت کر رہا ہوں۔ انہوں نے جو وعدہ کیا تھا انصار سے، ان کی طرف سے عہد شکنی کوئی نہیں ہوئی ان کو اس بات پر ملزم نہ کیا جائے۔ اپنی طرف سے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آخر وقت تک جو ممکن تھا انہوں نے کوشش کر دیکھی مگر یہ میری مجبوری تھی جس کی وجہ سے وہ کوشش کامیاب نہیں ہو سکی۔

مجلس انصار اللہ UK میں عمومی طور پر مجھے توقع ہے کہ بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اور اس بیداری کا ایک اظہار اس اجتماع میں ایک مجلس سوال و جواب کو داخل کر کے جس میں غیر از جماعت اور غیر مسلموں کو بلایا جا رہا ہے یہ اس نیک طریق پر کیا جا رہا ہے اس توقع پر کہ انشاء اللہ اس کے نتیجے میں بیعتیں بھی ہوں گی اور اس معاملے میں اللہ تعالیٰ جماعت جرمنی کو جزا دے سارے یورپ کے لئے وہ نمونہ بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ صدر صاحب انصار اللہ نے جب اس خصوصی اجلاس کو عام دستور سے ہٹ کر جو یہاں کا دستور تھا، انصار اللہ کے اس اجتماع میں شامل کرنے کی درخواست کی تو خود ہی یہ کہا کہ جرمنی کو دیکھ کر ہمارے دل میں بھی جوش پیدا ہوا ہے کہ ہم بھی ایسے اجتماعات اپنے سالانہ اجتماع کا ایک مستقل جزو بنا لیں۔ تو اچھی بات ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزا دے اور زیادہ سے زیادہ غیر مسلموں کو خصوصیت سے اور غیر احمدی مہمانوں کو بھی اس میں شامل ہونے کی توفیق بخشے۔

انصار اللہ کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں باقی ساری مجالس سے زیادہ ہیں۔ اس کے متعلق میں تفصیلی گفتگو نہیں کرنا چاہتا کیونکہ آج تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کے اعلان کا دن ہے۔ صرف دو تین نکتے جو پہلے بھی عرض کر چکا ہوں وہ آپ کو یاد دلاتا ہوں۔ انصار کی عمر وہ عمر ہے جس کے بعد کسی اور مجلس میں شامل نہیں ہونا بلکہ دوسری دنیا کی طرف رخصت ہونا ہے۔ اس لئے جو دینی کاموں میں کمزوریاں رہ گئی ہیں ان کو دور کرنا اور ان کا ازالہ کرنا جس حد

تک ممکن ہے انصار کو کرنا چاہئے کیونکہ پھر اس کے بعد دوبارہ یہاں واپس نہیں آنا اور اس پہلو سے خدام اور دوسرے ذیلی شعبوں سے مجلس انصار اللہ کو زیادہ مستعد ہونا چاہئے اور زیادہ ان کے دل پر بوجھ پڑنا چاہئے۔ انبیاءؑ کا سب کا یہی حال رہا ہے۔ جوں جوں عمر بڑھتی ہے اور بڑھاپے کی عمر میں وہ داخل ہوتے ہیں کام کی ذمہ داریاں ان پر بڑھتی چلی جاتی ہیں اور پہلے سے زیادہ محنت اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی یہی روایتیں ہیں کہ آخری ایام میں تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی شخص غروب ہوتے ہوئے سورج پر نظر کرتے ہوئے جبکہ ابھی منزل دور ہو بہت تیزی سے قدم اٹھاتا ہے اور بار بار توجہ کرتا ہے کہ کہیں دن غروب نہ ہو جائے۔ اس کیفیت سے آپؑ نے آخری عمر میں کاموں کے بوجھ زیادہ بڑھا لئے اور زیادہ اس احساس کے ساتھ کہ جو کچھ بھی اب مجھ سے ممکن ہے میں کرلوں، ان کی ذمہ داریاں ادا فرمائیں۔ پس انصار کا ایک یہ پہلو ہے جو پیش نظر رہنا چاہئے۔

دوسرا یہ کہ انصار کی ذمہ داریوں میں طبعی طور پر ان سے نچلی تمام نسلوں کی ذمہ داریاں داخل ہیں۔ بچوں کی تربیت میں بھی انصار سب سے اچھا کردار ادا کر سکتے ہیں، خواتین کی تربیت میں بھی انصار سب سے اچھا کردار ادا کر سکتے ہیں اس میں بالعموم نفس کی ملونی کا خطرہ باقی نہیں رہتا۔ اس پہلو سے مجلس انصار اللہ کو مستعد بھی ہونا چاہئے اور اپنی ذیلی تنظیموں کی تربیت پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ تربیت کے لحاظ سے ذمہ داری ادا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خدام الاحمدیہ کے انتظام میں دخل دیں، لجنہ کے انتظام میں دخل دیں بلکہ گھر کے بڑوں کے طور پر، ایک معزز شہری کے طور پر جس حد تک نیک نصیحت کے ذریعے وہ اپنی سے نچلی نسلوں کی تربیت کے کام سرانجام دے سکتے ہیں ان کو دینے چاہئیں۔

اب میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں جو میں نے بیان کیا ہے کہ نئے سال کا تحریک جدید کا اعلان ہونا ہے۔ الحمد للہ کہ تحریک جدید دفتر اول ساٹھ سال پورے کر چکا ہے اور دفتر دوم پچاس سال پورے کر چکا ہے۔ دفتر سوم انتیس سال اور دفتر چہارم نو سال۔ اور اب یہ اپنے اکسٹھویں، اکاونویں، تیسویں اور دسویں سال میں داخل ہوں گے۔

دفتروں کا جہاں تک تعلق ہے اس سلسلے میں میں نے رپورٹوں پہ نظر کر کے محسوس کیا ہے کہ

رفتہ رفتہ دفاتر کی تقسیم پر عہدیداروں کی یا کام کرنے والوں کی نظر نہیں رہتی اور عمومی طور پر تحریک کے چندے کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں مگر دفاتر کے قیام کی جو غرض و غایت تھی وہ اس طرح پوری نہیں ہوسکتی۔ جب میں نے اعداد و شمار سے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ دفتر چہارم نے کتنی ترقی کی ہے، دفتر سوم نے کتنی ترقی کی ہے، تو پتا چلا کہ ایسا کوئی تذکرہ رپورٹوں میں موجود ہی نہیں تھا۔ پھر فیکس کے ذریعے بڑی بڑی یورپ اور امریکہ وغیرہ کی جماعتوں کو تحریک کی گئی کہ آپ کے پاس اعداد و شمار ہوں گے فوراً بھجوادیں۔ تو ہر جگہ سے یہ معذرت آئی کہ ہم نے الگ الگ اعداد و شمار نہیں رکھے اس لئے آئندہ سال ایسا کریں گے۔ تو تحریک جدید کے تعلق میں پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ دفاتر کا انتظام تحریک جدید کے سیکرٹری کے تابع الگ الگ ذمہ دار خدمت کرنے والوں کے سپرد ہونا چاہئے تا کہ آئندہ کبھی اس بات میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔ ہر تحریک جدید کا سیکرٹری اپنے ساتھ دفتر اول کا ایک نائب لگائے، ایک دفتر دوم کا، ایک سوم کا اور ایک چہارم کا۔ تا کہ ان کا الگ الگ ریکارڈ رکھے اور ان کا مقابلہ کرے اور اس طرح آپس کے مقابلے کی وجہ سے ویسے بھی عمومی معیار خدا کے فضل سے بہتر ہوگا۔

یہ دفاتر کی تقسیم دراصل بعض عمروں کے بدلنے کے نتیجے میں جو ایک قسم کے نسلی گروہ بنتے ہیں، ایک نسل سے تعلق رکھنے والے گروہ، ان کے پیشِ نظر کی گئی۔ دفتر اول کو جب دس سال گزر گئے تو حضرت مصلح موعودؓ نے یہ تجویز فرمائی کہ دفتر اول کا الگ رجسٹر رکھ کر اس کا حساب الگ کر دیا جائے اور ایک دفتر دوم قائم کیا جائے جس میں نئے مجاہدین داخل کئے جائیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے اس حصے کو بھی قربانی کی توفیق ملے گی جو پہلے غافل رہا ہے اور دفتر اول کی قربانیوں کے سائے تلے وہ بھی شمار ہوتا رہا ہے۔ پس اس گروہ کو اگر اس سائے سے الگ کر کے اپنی کارکردگی دکھانے کی طرف بلایا جائے تو ظاہر بات ہے کہ ایک بہت بڑی تعداد ان مخلصین کی ہاتھ آسکتی ہے جو کسی وجہ سے تحریک جدید کے کاموں سے غافل رہے ہیں۔ جب یہ کچھ عرصے تک سلسلہ جاری رہا اور مفید ثابت ہوا تو پھر دفتر سوم کا اعلان دفتر اول کے اکتیس سال بعد کیا گیا اور پھر دفتر چہارم کے آغاز کا اعلان میں نے آج سے دس سال پہلے کیا تھا۔ مراد یہ تھی کہ گزشتہ عرصے میں جو نئے بچے بڑے ہوئے ہیں، نئے لوگ جماعت میں داخل ہوئے ہیں، ان پر نظر رکھنے کے لئے ایک الگ انتظام ہو، الگ

منتظمین ان ذمہ داریوں کو ادا کریں۔ چنانچہ میں پہلی نصیحت تو یہ کرتا ہوں کہ ان دفاتر کی تقسیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے شعبوں کے اندر ایسے نائبین مقرر کئے جائیں جو اپنے اپنے دفتر کا الگ حساب رکھیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جہاں اگر جماعت چھوٹی ہو اور یہ تقسیم ممکن نہ ہو تو جو بھی تحریک جدید کا سیکرٹری ہے وہی خود اپنے ذمہ یہ بات لے لے کہ وہ یاد رکھے گا اور ان سب کا ریکارڈ الگ الگ رکھے گا۔

جہاں تک تحریک جدید کی عمومی سال بہ سال ترقی کا تعلق ہے، خدا کے فضل سے چونکہ جماعت محض للہ قربانیاں کر رہی ہے اور خدا کی ذات دائم ہے وہ آنی جانی نہیں ہے اس لئے جو قربانیاں اس کے تعلق سے بجالائی جاتی ہیں ان کو بھی دوام عطا ہوتا ہے، کسی وقتی جوش سے تعلق نہیں رکھتیں۔ سَن 1934ء سے لے کر اب سن 1994ء آ گیا ہے اور اس ساٹھ سالہ دور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک بھی سال ایسا نہیں آیا جبکہ جماعت اس قربانی سے تھک گئی ہو اور اس کے قدم سُست پڑ گئے ہوں اس کی وجہ یہی ہے کہ جماعت کی قربانیاں محض للہ ہوتی ہیں اور اللہ کی ذات کے حوالے سے ان قربانیوں کو دوام ملتا ہے۔

جس آیت کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی اس کا ترجمہ یہ ہے وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ کہ وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی رضا کی خواہش میں، اس کی تمنا میں، اس کی حرص میں خرچ کرتے ہیں یعنی ان کی مالی قربانی خالصۃً للہ ہوتی ہے اور اللہ کی رضا کے لئے ان کے دل میں محبت اور اشتہا پائی جاتی ہے تو ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ کا مطلب ہے اس خدا کی مرضیوں کو ڈھونڈنے کے لئے، ان کی خواہش میں، ان کی لگن میں وہ مال خرچ کرتے ہیں۔ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ اور دوسری غرض ان کی یہ ہوتی ہے کہ مالی قربانی کے ذریعے ان کے ایمان تقویت پائیں اور ان کی نیکیوں کے اقدام میں ثبت پیدا ہو اور مالی قربانی سے وہ اپنے اعمال کی بھی حفاظت کریں اور ان نیک اعمال کی حفاظت کے لئے گویا یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ مالی قربانی بہت ہی مفید نتائج پیدا کرتی ہے۔ یہ دو جائز اغراض ہیں اس کے سوا کسی تیسری غرض کا ذکر نہیں ہے۔

اول سب سے اعلیٰ غرض اللہ کی محبت میں اس کی رضا کی خاطر اموال کو پیش کرنا تا کہ اللہ کی نظر، پیار اور محبت کے ساتھ قربانی کرنے والوں پر پڑے اور دوسرے اپنے اعمال کو جو نیک اعمال ہیں

ان کو تقویت دینے کے لئے اور ان کو ثبات بخشنے کے لئے ان کی حفاظت کی خاطر مالی قربانی کی جائے۔ اب یہ دو باتیں ایسی ہیں جو جماعت احمدیہ کی مالی قربانی کی تاریخ میں بالکل نمایاں طور پر درست دکھائی دیتی ہیں۔ اللہ کی بات تو بہر حال درست ہونی ہے مگر جماعت کی مالی قربانیوں کے آئینے میں جب ان دونوں باتوں کو عمل پیرا دیکھتے ہیں تو یہ مراد نہیں کہ اللہ کی بات سچی ہے، مراد یہ ہے جماعت سچی ہے جس نے واقعۃً رضائے باری تعالیٰ کی خاطر قربانیاں دی تھیں اور واقعۃً اپنے نیک اعمال کی حفاظت کے لئے یہ اقدام کئے تھے، اس لئے ان کا نتیجہ صاف دکھائی دے رہا ہے۔ جماعت کی مالی قربانیوں میں حصہ لینے والا گروہ اللہ کے فضل سے تمام نیکیوں میں صف اول میں ہے۔ شاذ کے طور پر ایسے آدمی آپ کو دکھائی دیں گے جو مالی قربانی میں تو اول ہیں لیکن باقی چیزوں میں پیچھے ہیں۔ بعض ایسے جن کو میں جانتا ہوں جو کمزور ہوتے ہیں اور مالی قربانی میں حصہ نہیں لیتے۔ آغاز میں یہی دکھائی دیتا ہے کہ وہ مالی قربانی میں حصہ لینے لگے ہیں لیکن دیگر اعمال کے لحاظ سے معیاری نہیں لیکن کسی ایسے شخص کو میں نہیں جانتا جو مالی قربانی شروع کر دے اور دوسرے نیک اعمال میں محروم ہی بنا رہے۔ مالی قربانی اس کے دوسرے نیک کاموں کو بھی تقویت بخشتی ہے، اس کا سلسلے سے تعلق پہلے سے زیادہ مضبوط ہونے لگتا ہے۔ دینی کاموں میں اس کا ذوق وشوق پہلے سے زیادہ بڑھنے لگتا ہے۔

پس قرآن کریم کی یہ گواہی جماعت احمدیہ کے گزشتہ سو سالہ کردار کے آئینے میں نہ صرف قرآن کی صداقت کا اعلان کر رہی ہے بلکہ جماعت احمدیہ کی نیک نیتوں اور پاک اعمال کی صداقت کا بھی اعلان کر رہی ہے۔ فرماتا ہے، ایسے لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا؟ ان کی مثال کیسی ہے؟ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ ان کی مثال ایک ایسے باغ کی طرح ہے جو بلندیوں پر واقع ہو یعنی نیچے اترائی پر نہ ہو بلکہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر جیسے جنتیں ہوں یعنی باغات لگے ہوں ویسی ہی ان کی کیفیت ہوتی ہے۔ اَصَابَهَا وَابِلٌ ایسی جنتیں یعنی ایسے باغات جو پہاڑوں کی چوٹی پر واقع ہوتے ہیں ان کی صفت یہ بیان فرمائی گئی کہ انہیں اگر تیز بارش بھی پہنچے تو ان کو نقصان نہیں کرتی۔ زائد پانی نیچے بہہ جاتا ہے اور ان کی جڑوں میں کھڑا ہو کر ان کو گلاتا نہیں ہے اور ایسی جگہوں پر ویسے بھی شبنم پڑنے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں جو پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں صبح آپ جا کے دیکھیں وہ بھیگی ہوئی ہوتی ہیں شبنم سے تو فرمایا تیز بارش ہو وہ نقصان

نہیں پہنچاتی بلکہ خوب پانی دیتی ہے اور بارش نہ بھی ہو تو شبنم تو ان کے مقدر میں لکھی ہوئی ہے۔ وہ تو ہر صبح آتی ہے ان کے منہ دھلاتی ہے اور شبنم کا اتر نا چوٹی کی وجہ سے ایک اور فائدہ بخشتا ہے کہ شبنم چونکہ بہہ نہیں سکتی اس لئے وہیں جڑوں میں جذب ہوتی ہے اور جتنی بھی شبنم ہے وہ ان کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ تو نہ وَابِلٌ یعنی تیز بارش ان کو نقصان پہنچا سکتی ہے بلکہ فائدہ دے جاتی ہے نہ ہلکی بارش سے ان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے بلکہ وہ ایسا باغ ہے جو نشوونما پاتا رہتا ہے۔

اس مثال کے بہت سے پہلو ہیں۔ ایک پہلو جو اس سے پہلے میں نے بیان نہیں کیا اس کی طرف میں آج متوجہ کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جنت سے مراد اگر متقی لوگ ہیں ان کی مثال دی گئی ہے جو خدا کی رضا کی وجہ سے بہت بلند مقامات پر فائز ہوتے ہیں ان کو جب خدا زیادہ رزق عطا کرتا ہے تو ان کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اس رزق کے نتیجے میں ان کے رجحانات دنیا کی طرف مائل ہوتے ہوئے دنیا کی سمت بہنے نہیں لگتے بلکہ کسی قسم کا کوئی نقصان ان کی ذات کو، ان کے وجود کو غیر معمولی برکات کے نتیجے میں نہیں پہنچتا بلکہ پہلے سے بڑھ کر دینی خدمات کی طرف ان کی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ قربانی میں آگے بڑھ جاتے ہیں۔ زیادہ سرسبز و شاداب دکھائی دینے لگتے ہیں اور اگر کبھی کوئی ابتلا آجائے تو ان کا رویہ ایسا نہیں بدلتا کہ جس سے ثابت ہو کہ جب تک خوشحال تھے قربانیاں کرتے تھے جب خوشحال نہیں رہے تو قربانیوں سے منہ پھیر لیا ہے بلکہ وہ شبنم بھی ان کی قربانیوں کے تروتازہ باغات کو مزید تازگی بخشتی ہے اور ان کو مرنے نہیں دیتی۔ پس ایسے حالات رکھنے والے لوگ خواہ خوشحالی کے دور سے گزر رہے ہوں یا تنگی کے دور سے گزر رہے ہوں، ان کی نیکیوں کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہی رہتی ہیں۔ ان کی قربانیوں کے باغات ہمیشہ لہلہاتے رہتے ہیں۔ یہ بہت ہی بلند مقام اور مرتبہ ہے جو خدا کی خاطر قربانی کرنے والوں کو عطا کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود دیکھیں کتنے پیار سے کیسی عظیم الشان مثال ان کی بیان فرمائی ہے۔

فَاٰتَتۡ اُكُلَهَا ضِعۡفَيۡنِ وہ جب اس کو شبنم بھی پہنچتی ہے تو اپنا پھل دگنا دیتی ہے۔ یہ ایک مسئلہ ہے جسے سمجھنا ضروری ہے۔ بہت بارشیں ہوں اور باغوں کا پھل زیادہ کر دینا یہ تو سمجھ میں آجاتی ہے بات، شبنم کے بعد پھل دگنا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ بظاہر خشک سالی کا دور ہے۔ شبنم مرنے تو نہیں دیتی لیکن اس طرح فراوانی سے پانی تو مہیا نہیں کرتی جیسے موسلا دھار بارشیں کیا کرتی ہیں۔ یہ

دراصل ایک اضافی چیز ہے جسے سمجھنا ضروری ہے۔ وہ لوگ جو خدا کی خاطر تنگی میں بھی قربانی کرتے ہیں ان کی قربانی کا درجہ امارت کی حالت کی قربانیوں سے زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ خصوصًا جس نے اچھے دن دیکھے ہوں اور اچھے رہن سہن کی عادت پڑ گئی ہو جب اس پر تنگی کا دور آتا ہے تو اس کے لئے اپنے خرچوں کا کم کرنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے۔ مگر جو خدا کی رضا کی خاطر اعلیٰ قربانیاں دے چکے ہوں ان کے اندر ہم نے واقعۃً یہ روح دیکھی ہے کہ اپنے پہلے دنوں کی قربانیوں کو چونکہ کم نہیں کرنا چاہتے اس لئے اپنی ذات پر زیادہ بوجھ ڈال کر اور اپنی دنیا کی ضرورتوں کو زیادہ کاٹ کر پھر دیتے ہیں۔ تو ضِعۡفَيۡنِ کا یہ مطلب ہے۔ دنیا کے باغات میں یہ منظر آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گا مگر روحانی دنیا کے باغات میں بعینہٖ یہی منظر ہے جو دکھائی دیتا ہے اور میں اس کا گواہ ہوں کیونکہ کثرت سے مجھے ایسے لوگوں کے جن پر یہ واقعات گزرے خطوط آتے ہیں ان کے دل کا درد مجھ تک پہنچتا ہے کہ ایک وقت تھا ہمیں خدا نے یہ توفیق بخشی تھی اب ہم مجبور ہیں چندے کم کرنے کو دل نہیں چاہتا تو میری بیوی نے اپنا زیور دے دیا، میں نے یہ کر دیا، ہم نے اپنی جائیداد بیچ دی۔ حیرت انگیز قربانیاں ہیں جس کی وجہ سے دل ان کے اخلاص کی گرمی سے پگھلنے لگتا ہے۔

تو قرآن کا کلام بہت سچا کلام ہے کسی انسان کا بنایا ہوا کلام نہیں ہے ورنہ ناممکن تھا کہ کوئی انسان یہ منظر کشی کرتا اور یہ کہتا کہ جب پانی کم ہو جاتا ہے صرف شبنم پہ وہ باغ پلتا ہے تو اس کا پھل دگنا ہو جاتا ہے۔ کیسے دگنا ہو سکتا ہے، کیسے انسانی سوچ اس تناظر کا تصور کر سکتی ہے۔ پس یہ الٰہی کلام ہے جو بالکل سچا ہے اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتۡ اُكُلَهَا ضِعۡفَيۡنِ یہ عجیب باغ ہے جو خدا کی محبت کا باغ ہے کہ جب اس پہ غربت کا دور آتا ہے، جب اس پہ تنگی کا دور آتا ہے تو پہلے سے دگنا پھل دینے لگتا ہے یہاں ایک اور پہلو یہ ہے کہ اللہ کی نظر میں وہ پھل دگنا ہو جاتا ہے ان کے اخلاص اور محبت کی وجہ سے تنگی کی وجہ سے پھر یہ بات نہیں رہتی کہ چونکہ امیر تھے قربانیاں دیں بلکہ یہ صورت ابھرتی ہے کہ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر تھی اب دیکھو تنگی بھی آئی ہے تب بھی قربانیاں دے رہے ہیں ہر حال میں ان کی قربانیوں کا جذبہ قائم رہتا ہے پس اس پہلو سے ان پر زیادہ پیار کی نگاہ پڑتی ہے اور اللہ کی نظر میں ان کا پھل دگنا دکھائی دیتا ہے اور ان عام لوگوں کے ساتھ بھی یہ مضمون تعلق رکھتا ہے جو غربت کی حالت میں ویسی ہی قربانیاں دیتے ہیں، یہاں موازنے کی بات نہیں ہوگی بلکہ یہ مضمون ہوگا کہ خدا

کے پیار کرنے والے بندوں میں سے کچھ وہ ہیں خوشحال ہیں ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے چوٹی پر لگائے گئے باغ پر موسلا دھار بارش اثر دکھائے اور کچھ ایسے ہیں جو غریب ہیں بہت تھوڑا ان کو رزق ملتا ہے لیکن تھوڑے کے نتیجے میں جذبہ قربانی بڑھ جاتا ہے اور وہ ان سے بھی زیادہ مقامات حاصل کر لیتے ہیں، ان اپنے بھائیوں سے بھی زیادہ جن کو دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمتیں عطا کی ہیں۔

اور یہ امر واقعہ ہے اس میں ایک ذرہ بھی شبہ کی بات نہیں کہ ایسے بالعموم یہ ہے یعنی یہ ایک ایسی بات نہیں جو استثنائی ہو بالعموم یہ دکھائی دیتا ہے کہ غرباء میں قربانیوں کا معیار اونچا ہے امراء میں آپ کو استثنائی طور پر ایسے قربانی کرنے والے دکھائی دیں گے جو تناسب کے لحاظ سے اپنے غریب بھائیوں سے آگے نکل جائیں ورنہ بھاری اکثریت غرباء کی وہ ہے جن کی روحانی کھیتی دگنے پھل لا رہی ہے کیونکہ وہ ذاتی تنگی کے باوجود اپنی روزمرہ کی ضرورتوں کو کاٹ کر قربانی کر رہے ہوتے ہیں اور امراء میں بدقسمتی سے یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ اپنی آمد سے جو خدا تعالیٰ ان کو وافر عطا کرتا ہے اتنا دیتے ہیں کہ ان کو یہ خطرہ نہ رہے کہ ان کے منافع کے معیار گر جائیں گے اور یہ جو ذہن کی فکر ہے کہ ہم نے ابھی بہت سے کام کرنے ہیں اور جائیداد بڑھانی ہے اور کارخانے بنانے ہیں تجارتوں کو اور طرح فروغ دینا ہے یہ فکر ان کے منافعوں کے ایک بڑے حصے کو مزید دنیا طلبی کے لئے وقف رکھتی ہے اس واسطے وہ یہ نقصان سمجھتے ہیں کہ دین کی خاطر اتنی قربانی کی جائے کہ دیگر ہمارے جو روزمرہ کے تجارتوں اور اموال کو بڑھانے کے مواقع ہیں ان سے ہم محروم نہ رہ جائیں، ان کو اپنے غریب بھائیوں سے یہ بات پیچھے رکھتی ہے لیکن ان میں بھی اللہ کے فضل سے بہت بڑے بڑے قربانی کرنے والے ہیں اور وَابِلٌ کی جو مثال ہے ان پر اسی طرح صادق آتی ہے اور ایسے آدمی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بڑھ رہے ہیں کم نہیں ہو رہے۔ مسلسل جماعت کی قربانی کی تاریخ پر نظر ڈال کر آپ دیکھ لیں امراء میں جتنا پہلے قربانی کا رجحان تھا اس سے دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے اور پہلے سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے باغات کو بلندی پر لگانے کے لئے کوشاں ہیں۔

فرماتا ہے فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ معاف کرنا ایک غلطی ہوئی۔ پہلے ترجمے

میں میں وَابِلٌ کو طَلٌ کے معنوں میں پیش کر رہا تھا یہ غلط ہے وَابِلٌ کے نتیجے میں ان کا رزق دگنا ہو جاتا ہے، یہ تھا قرآن کریم کا بیان۔ اس مضمون کی روشنی میں مجھے تفسیر میں ترمیم کرنی پڑے گی، اگر چہ روح مضمون اسی طرح وہی رہے گی، اس میں کوئی فرق نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ امراء میں سے ایسے ہیں اگر وہ محض للہ قربانی کرتے ہیں تو ان کی دولتیں جب بڑھتی ہیں تو قربانیاں کم نہیں ہو جاتیں۔ یہ مضمون ہے یعنی وہ امراء جن کی قربانیاں محض رضائے باری تعالیٰ کے لئے ہیں اور کوئی مقصد نہیں ہے، جب خدا ان کے رزق بڑھاتا ہے تو ان کی قربانیاں کم نہیں ہوتیں، لیکن اگر ان کے رزق کم بھی کر دیئے جائیں تو تب بھی قربانیاں کم نہیں ہوتیں فَطَلٌّ پھر طَلّ ان کے لئے کام آجاتی ہے یعنی شبنم ان کے کام آجاتی ہے ان کی قربانیوں پر برا اثر نہیں ڈالتی۔ یہ ہے جو قرآنی آیات کا مضمون ہے۔

جو پہلی تفسیر تھی امر واقعہ میں کوئی ایسی بات میں نے اس میں نہیں کہی جو میرے روزمرہ کے تجربے کے خلاف ہو وہ باتیں سب درست ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی آیت کے حوالے سے یہ جواب میں نے مضمون بیان کیا ہے یہی مضمون صادق آتا ہے۔ پس اس بات کو سمجھ لیں کہ نظر میری بار بار چونکہ ہلکا سا پڑھ کے اٹھ جاتی تھی میں نے غلطی سے وَابِلٌ والی آیت کو طَلٌّ سمجھ کر ضِعْفَيْنِ کا ترجمہ کر دیا اسے درست کر لیا جائے۔ نئی تفسیر یا اصل تفسیر حقیقی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے پاک بندے جو میری خاطر قربانیاں کرتے ہیں جب میں ان کے رزق بڑھاتا ہوں اور موسلا دھار رزق ان پر برسنے لگتا ہے تو ان کی قربانیاں کم نہیں ہوتیں وہ بڑھ جاتی ہیں، دگنی ہو جاتی ہیں اور جب غربت آتی ہے تب بھی وہ پیچھے قدم نہیں ہٹاتے بلکہ وہی طَلٌّ ان کی جنتوں کو Maintain کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یعنی غربت کے باوجود ان کے باغات پر بداثر نہیں پڑتا۔ یہ مضمون بھی سو فیصدی درست ہے دوسرا مضمون بھی درست ہے کہ ایسے لوگ ہیں کثرت کے ساتھ، جو محض رضائے باری تعالیٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز نہ ہونے کی وجہ سے اموال جب ان کے بڑھتے ہیں تو قربانیوں میں پیچھے ہٹ جاتے ہیں وہ مضمون بھی اپنی جگہ درست ہے یعنی وہ غلط نہیں ہوا اس وجہ سے اور ایسے ہیں کہ جب وہ امارت کے بعد غریب ہوتے ہیں تو قربانیاں پہلے سے بڑھ جاتی ہیں۔ یہ مضمون بھی اپنی جگہ درست ہے۔ اس لئے کوئی بات نہیں جس کو آپ قطع سمجھیں غلط سمجھیں صرف تفسیر کے حوالے میں

درستی کی ضرورت ہے اور کوئی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ اور میں نے جو یہ عرض کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ دگنی ہو جاتی ہیں یعنی ان کی قربانیاں دگنی ہو جاتی ہیں یہ بات درست ہے کیونکہ یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے کہ خدا کی گہری نظر تمہارے اعمال پر پڑ رہی ہوتی ہے اور اس کی نظر فیصلہ کرتی ہے کہ تمہارے اعمال کی کیا حیثیت ہے؟ پس وہ لوگ جو غریب ہونے کے باوجود اپنی قربانیاں بڑھاتے ہیں یقیناً ان کے مراتب بلند تر ہوتے ہیں اور نسبتی طور پر خدا کی نظر ان کو مراتب عطا کرتی ہے۔ پس اس پہلو سے کسی مسلمان کو یہ شکوے کا حق نہیں کہ اے اللہ تو نے میرے امیر بھائیوں کو یہ دیا تھا اس لئے انہوں نے زیادہ قربانیاں کیں اور تیری زیادہ جزا کما گئے بلکہ خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تمہاری معمولی قربانیاں بھی میری نظر میں ایک اعلیٰ مرتبہ اور مقام حاصل کر لیتی ہیں۔

اس کے بعد ایک آیت میں نے چنی ہے جو تنبیہ سے تعلق رکھتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ اور یہ وہی مضمون ہے جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں پہلی آیت کے حوالے کے ساتھ کہ بعض دفعہ اموال بڑھنا فائدے کی بجائے نقصان پہنچا دیتا ہے۔ تو وہ مضمون اس آیت کے تابع بیان ہونا چاہئے تھا یہاں۔ اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ مال اور اولاد کا بڑھنا ایک نعمت ہے لیکن فتنہ بھی ہے۔ بعض دفعہ اموال بڑھ جائیں تو اموال کی لالچ بھی بڑھ جاتی ہے اور انسان خدا کی راہ میں قربانیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ بعض دفعہ اولاد بڑھ جائے تو بجائے اس کے کہ انسان خدا کے شکر میں ترقی کرے اس اولاد کا فکر کہ اس کے لئے میں کیا چھوڑ کے جاؤں گا دینی قربانیوں کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے۔ فرماتا ہے وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ (التغابن: 16) لیکن یاد رکھو کہ خدا کی خاطر جو تم اپنے اموال جھونکتے ہو اور اپنی اولاد کے حقوق بظاہر کم کرتے ہو یہ کوئی کمی نہیں ہے اللہ کے پاس اتنا بڑا اجر ہے کہ یہ قربانیاں اس اجر کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ جس حد تک تمہیں استطاعت ہے۔ بہت ہی پیارا کلام ہے اس پہلو سے کہ تقویٰ بھی استطاعت کے مطابق۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے جو کسی اور الٰہی کتاب میں جس کا میں نے مطالعہ کیا ہے مجھے کہیں دکھائی نہیں دیا۔ تقویٰ استطاعت کے مطابق کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح

مال تھوڑا ہو اور انسان اس مال کی نسبت سے قربانی کرتا ہے اس طرح اگر ایک انسان کی صلاحیتیں تھوڑی ہیں تو اس کا تقویٰ بھی بظاہر تھوڑا دکھائی دے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم استطاعت کے مطابق تقویٰ اختیار کرو تو میرے نزدیک تم ایسے شمار ہو گے گویا تم نے جو کچھ تھا سب کچھ پیش کر دیا۔ تو تقویٰ استطاعت کے مطابق، یہ پہلی دفعہ قرآن کریم میں ایک نیا مضمون پیش فرمایا گیا ہے اور اس کے ساتھ فرمایا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ گویا کہ مال کی قربانی کا تقویٰ کی استطاعت سے تعلق ہے۔ یہاں مال کی استطاعت کہہ کر خرچ کرنے کا نہیں فرمایا بلکہ تقویٰ کی استطاعت کے مطابق خرچ کرنے کا فرمایا ہے۔ بہت ہی گہرا مضمون ہے اگر ہم اس پر نظر رکھیں تو اس میں ہمارے لئے عظیم الشان فوائد مضمر ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی ایسی قربانی، قربانی نہیں ہے جو تقویٰ کی استطاعت سے تعلق نہ رکھتی ہو۔ تقویٰ کی استطاعت سے اگر قربانی بڑھ جائے تو وہ نقصان کا موجب ہے فائدے کا موجب نہیں ہے۔ یہ بہت ہی گہری بات ہے جو اس میں بیان ہوئی ہے اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں۔

تقویٰ کی استطاعت کے اندر قربانیاں کرنا یعنی ہر قربانی تقویٰ کی چادر میں لپٹی ہوئی ہو، کوئی عضو اس کا باہر نہ ہو۔ اگر تم قربانیاں بڑی بڑی پیش کر رہے ہو گے لیکن تقویٰ کی استطاعت سے باہر ہیں تو اس کا مطلب ہے یا ریاء کی خاطر کر رہے ہو یا اور دیگر نفسانی اغراض کی خاطر کر رہے ہو۔ خدا کے ہاں وہ مقبول نہیں ہوں گی۔ پس فرمایا قربانیوں میں یاد رکھنا تمہاری تقویٰ کی شان اور اس کے مقام اور مرتبے کے مطابق ہونی چاہئیں۔ جس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس سے کم بھی نہ ہوں۔ اپنے تقویٰ پر نظر رکھ کر قربانیاں پیش کرو۔

پس بعض لوگ جو محض حسد کے طور پر بعض قربانی کرنے والوں پہ اعتراض کرتے ہیں اور جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ جن کو مالی قربانی کی توفیق مل رہی ہے انہی کی عزت ہے یہاں۔ اول تو یہ بات درست نہیں ہے۔ جماعت میں مالی قربانی کا حساب دیکھ کر عزت نہیں کی جاتی۔ عزت ایک انسانی حق ہے اور ایک عام انسانی اخلاق سے تعلق رکھنے والا معاملہ ہے۔ اس کا کسی کی مالی قربانی سے تعلق نہیں ہے لیکن مالی قربانیوں والے کے لئے اگر دل میں محبت پیدا ہو اور اس کے لئے دعا زیادہ دل سے نکلے تو یہ ایک طبعی امر ہے اسے روکا نہیں جا سکتا۔ پس یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے کہ مالی

قربانی کی وجہ سے ہے لیکن یہ بات درست ہے کہ مالی قربانی جو تقویٰ کی استطاعت کے مطابق ہوتی ہے وہ جتنا بڑھتی ہے اتنا بڑھا ہوا تقویٰ دکھائی دیتا ہے۔ پس عزت اور احترام اگر دل میں پیدا ہوتا ہے امتیازی سلوک کی بات میں نہیں کر رہا وہ غلط ہے وہ نہیں ہونا چاہئے لیکن طبعی عزت اور احترام اگر دل میں پیدا ہوتا ہے تو اس آیت کی روح کے مطابق ہے کیونکہ ایسے لوگ جو محض للہ قربانیاں کرتے ہیں جب ان کی تقویٰ کی استطاعت بڑھتی ہے تب قربانیاں زیادہ ہوتی ہیں ورنہ نہیں ہوسکتیں۔ پس جو مالی قربانی میں آگے بڑھ جائے اور اس آیت کی روح کے مطابق آگے بڑھے تو اس کا آگے بڑھنا، اس کے بڑھتے ہوئے اور بلند تر ہوتے ہوئے تقویٰ کی علامت بن جاتا ہے اور اس پہلو سے اللہ بھی اس قربانی کو قبول فرماتا ہے اور یہی وجہ ہے جو ان لوگوں کی دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے ورنہ ریا کی خاطر بعض دینے والوں کے متعلق جب پتا ہوتا ہے، جن کے حالات سے ہم واقف ہوتے ہیں، تو ان کی مالی قربانی بجائے اس کے کہ ان کی عزت دل میں بڑھائے ان کو اور نظر سے گرا دیتی ہے، ان کے انداز پہچانے جاتے ہیں۔ ان کی ادائیں متقیوں سے الگ ادائیں ہوتی ہیں اور ایسے لوگوں کا اگرچہ نام نہیں لیا جاسکتا، ناجائز ہے، مگر ایسے کہیں کہیں دکھائی ضرور دیتے ہیں۔ وہ اپنی بڑائی کے لئے یا اپنے اخلاص کو دکھانے کی خاطر بعض دفعہ قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر بولی لگا دیتے ہیں اور ان کا دیگر جو تقویٰ کا معیار ہے وہ دکھائی دے رہا ہوتا ہے کہ اس کے مطابق نہیں ہے۔ پس ہرگز جماعت میں ان لوگوں کے لئے کوئی غیر معمولی احترام نہیں پایا جاتا۔ یہ اگر کسی کے دل میں وہم ہے تو اس کو نکال دے۔ یہ آیت کریمہ ہے جو ہمارے لئے راہنما اصول ہے۔ جو ہمارا نور ہے جس کے ذریعے ہم ان امور کا جائزہ لیتے اور اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اپنے تعلقات کو ڈھالتے ہیں۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ دیکھو اپنی استطاعت کے مطابق تقویٰ اختیار کرو پہلی بات یہ ہے اس میں۔ ایک اور بات یہ ہے کہ اس کے بغیر تمہاری سب قربانیاں ضائع جائیں گی اگر تقویٰ کا معیار تم نے استطاعت کے مطابق نہ بڑھایا تو تمہارا باقی نیکیوں کے میدان میں آگے بڑھنے کا کوئی سوال باقی نہیں رہے گا کیونکہ قبول وہی ہونا ہے جو تقویٰ کے دائرے میں ہو۔ عجیب کلام ہے اپنے تقویٰ کو اپنی استطاعت کے مطابق کرو ہر شخص کو تقویٰ کی ایک استطاعت عطا ہوئی ہے بعضوں کو کم بعضوں کو زیادہ۔ اس کے مطابق تقویٰ کو بڑھاؤ اور پھر سنو اور اطاعت کرو۔

اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ یہ بات سن لو اب۔ اگر استطاعت کے مطابق تقویٰ بڑھا لو گے تو پھر جو کچھ خرچ کرو گے وہ تمہارے لئے بہتر ہے وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن: 17) اور جو شخص بھی نفس کی کنجوسی سے بچایا جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

اب ہمارے ہاں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی قربانیوں میں یہ بات دکھائی دے رہی ہے کہ دن بدن نفس کی کنجوسی کا معیار گر رہا ہے اور اللہ کے تقویٰ کے بڑھتے ہوئے معیار کے پیش نظر قربانیوں کا معیار بڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو توفیق عطا فرمائے کہ ہمیشہ اس بلندی کی راہ پر گامزن رہے تا کہ ہر سال جو قربانیوں کی جنت لگائی جائے وہ پہلے سے بڑھ کر اونچے ہوتے ہوئے مقامات پر نصب کی جائے اور ہم اپنی تاریخ میں ایسی جنّات کا ایک سلسلہ پیچھے چھوڑ جائیں جس کا ہر قدم پہلے سے بلند تر تھا اور وہ باغات قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ تھے اور خدا کے فضل نے ان باغات کی نشوونما میں حصہ لیا اور جب خدا نے چاہا اور دنیا کے ابتلاء میں وہ لوگ ڈالے گئے تب بھی وہ باغات یعنی قربانیوں کے باغات مر نہیں سکتے ان کی قربانیاں ہمیشہ بڑھتی چلی گئیں۔

تحریک جدید کے ساٹھ سال اس بات پر گواہ ہیں۔ نصف صدی گزر چکی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ ایسا ہی ہو رہا ہے، آئندہ بھی اپنے تقویٰ کی حفاظت کریں۔ آئندہ بھی اس میدان میں ہمیشہ آگے بڑھتے چلے جائیں۔

اب اس عمومی نصیحت کے بعد میں بعض کوائف مختصراً آپ کے سامنے رکھتا ہوں یہ سال جو 1993-1994ء کا سال ہے اس میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو پانچ کروڑ پچاسی لاکھ تیئس ہزار روپے کے وعدے کرنے کی توفیق ملی۔ اس میں سے پانچ کروڑ باون لاکھ تیئس ہزار روپے وصولی ہوئی۔ یہ وصولی جو ہے یہ بظاہر کم دکھائی دے رہی ہے مگر گزشتہ ہمارا تجربہ ہے کہ سال ختم ہونے کے بعد پہلے مہینے میں عموماً جو بقایا دار ہیں وہ اتنا روپیہ دیتے ہیں کہ وعدوں سے ہمیشہ آمد بڑھ جایا کرتی ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ امسال بھی انشاء اللہ یہی ہوگا۔

پاؤنڈوں کے حساب سے یعنی سٹرلنگ میں یہ رقم بارہ لاکھ پینتالیس ہزار دوصد پاؤنڈ بنتی ہے اور وصولی گیارہ لاکھ چھہتر ہزار دوصد پاؤنڈ ہے۔ اس بقایا میں بہت سی یورپین جماعتیں بھی شامل

ہیں اور میں نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ پندرہ بیس دن کے اندر کوشش کریں اگر وہ سارے وعدہ کنندگان کی وصولی پوری کرلیں تو یہ ایک اصول ہے کہ ہمیشہ وصولی وعدوں سے بڑھ جایا کرتی ہے کیونکہ تمام وعدہ کنندگان کے وعدے درج نہیں کئے جاسکتے۔ایک خاصی تعداد ایسی احمدیوں کی ہوتی ہے جو وعدہ کئے بغیر قربانیاں دیتے ہیں۔پس اگر سارے وعدہ کنندگان اپنے وعدے پورے کردیں تو وہ زائد رقمیں جو وعدوں کے بغیر دی گئی تھیں ہمیشہ وصولی کے معیار کو وعدوں کے معیار سے بڑھا دیتی ہیں۔

سال گزشتہ سے موازنے کے لحاظ سے 1993-1992ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ 10,87826 کے وعدے دینے کی جماعت کو توفیق ملی تھی اور وصولی 1091920 تھی یعنی وعدوں سے زیادہ۔اس کی وجہ وہی ہے کہ سال کے عین اختتام پر اگر چہ وصولی کم تھی لیکن اس کے معاً بعد،اس دوران میں جو پیسے وصول ہوئے ہیں یا معاً بعد وہ اگلے ایک مہینے کے اندراندران کے بقایوں کے حساب میں شمار ہوگئے اور اللہ کے فضل سے وصولی بڑھ گئی۔

ایک دو اور موازنے میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔تمام دنیا میں اللہ کے فضل سے پاکستان کی جماعتوں کو سبقت لے جانے کی توفیق ملی ہے اور جرمنی جو ہمیشہ پاکستان کے ساتھ نیکیوں میں سبقت لے جانے کے مقابلے کرتا ہے وہ اس دفعہ پاکستان سے کافی پیچھے رہ گیا ہے۔تو پاکستان کی طرف سے جو شکوہ آیا کرتا تھا کہ آپ نے اس سال جرمنی کو آگے بڑھا دیا ہمیں اس کی بہت تکلیف ہے۔اب میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے جرمنی کو نہ صرف پیچھے چھوڑا ہے بلکہ کافی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔دوسرا جرمنی ہے وہ دوسری پوزیشن اس نے برقرار رکھی ہے۔تیسرا امریکہ ہے جو پیچھے سے آیا ہے اور اللہ کے فضل سے تیسری پوزیشن تک جا پہنچا ہے۔پھر برطانیہ ہے جو کم وبیش یہی پوزیشن اپنی برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔پھر کینیڈا ہے۔پانچویں نمبر پر۔پھر انڈونیشیا ہے۔پھر جاپان ہے اور جاپان کی قربانی اور سوئٹزرلینڈ کی قربانی اللہ کے فضل سے فی چندہ دہندہ قربانی کے لحاظ سے غیر معمولی طور پر نمایاں ہے اور باقی سب ملکوں سے آگے ہے۔ماریشس بھی اللہ کے فضل سے آگے بڑھ رہا ہے اور پھر دسواں نمبر ہندوستان کا ہے۔

فی کس مالی قربانی کے لحاظ سے گذشتہ سال سوئٹزرلینڈ کی فی کس مالی قربانی یعنی تحریک جدید میں 163.90ء یعنی 164 پاؤنڈ فی کس تھی جو بہت بڑی ہے اللہ کے فضل سے۔سارے دوسرے

چندوں کے علاوہ فی تحریک جدید کا چندہ دہندہ 164 پاؤنڈ پیش کرے اللہ کے فضل سے بہت بلند معیار ہے۔ جاپان کو پچھلی دفعہ میں نے سنا دیا تھا کہ آپ ان سے پیچھے ہیں اس معاملے میں تو انہوں نے زور لگایا تو وہ بھی 163 تک پہنچ گئے ہیں۔ 163.90 تک ان کی مالی قربانی کا معیار پہنچ گیا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ سوئٹزرلینڈ اس سے بھی گیارہ قدم آگے نکل گیا ہے۔ اوراس سال سوئٹزرلینڈ کی فی کس مالی قربانی تحریک جدید کے لحاظ سے ایک سو چوہتر پاؤنڈ اڑتیس پنس 174.38 پہ جا پہنچی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ امریکہ تیسرے نمبر پر ہے اوراس کی مالی ترقی کا معیار 65.38 پاؤنڈ ہے۔ امریکہ اوران ملکوں میں فرق یہ ہے کہ امریکہ میں یا تو بہت امیر لوگ ہیں یا بالکل معمولی غریب لوگ ہیں۔ اور فی کس قربانی کے معیار کو بڑھانا آسان نہیں ہے سوائے اس کے کہ امیر غیر معمولی توجہ سے اپنے غریب بھائیوں کا حصہ بھی ادا کرنے کی کوشش کریں اور فی کس معیار کو بڑھانے کے لئے خصوصیت سے توجہ دیں۔

بیلجیئم اللہ کے فضل سے تمام قربانیوں میں آگے بڑھ رہا ہے۔ یہ چھوٹی سی جماعت جو پہلے بالکل معمولی، بے حیثیت جماعت سمجھی جاتی تھی اب بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور فی کس تحریک جدید کے مالی قربانی کے معیار میں 57.61 پاؤنڈ ان کا معیار ہو گیا ہے حالانکہ اکثریت درمیانے درجے کے لوگوں کی ہے۔ بہت بڑی تعداد ہے جو عام گزاروں، روزمرہ کے گزارے سے زیادہ آمد نہیں کما رہے۔ پس اس کا مطلب ہے کہ وہ ’’طَلّ‘‘ والا حال ہے ان کا۔ شبنم پڑتی ہے لیکن دگنی کھیتی میں کمی نہیں آنے دی، دگنے پھل میں کمی نہیں آنے دی۔ برطانیہ ان سے کافی پیچھے رہ گیا ہے مگر برطانیہ میں بھی اکثر Average اوسط درجہ کے لوگ ہیں بہت زیادہ امیر بھی نہیں ہیں اور بالعموم ترقی کر رہا ہے اس لئے یہ بھی خاص دعاؤں کا محتاج ہے۔

جن جماعتوں کو تحریک جدید مرکزیہ نے Targets دیئے تھے کہ آپ اپنی مالی قربانی کو یہاں تک پہنچا دیں۔ جن جماعتوں نے وہ ٹارگٹ پورے کر دیئے ہیں، ان میں سب سے نمایاں نام لاہور کا ہے، پھر ربوہ، پھر کراچی، سیالکوٹ، کوئٹہ، پشاور، جھنگ، فیصل آباد، حیدرآباد، شاہ تاج شوگر ملز، اسلام آباد، حافظ آباد، گوجرانوالہ، مظفر گڑھ، ملتان، نواب شاہ اور آزاد کشمیر۔

جہاں تک گزشتہ سال کے مقابل پر غیر معمولی جدوجہد کے ساتھ مالی قربانی کو آگے

بڑھانے کا تعلق ہے۔اس میں گی آنا کی جماعت نے غیر معمولی کام کیا ہے اور سات سو چورانوے فیصد زیادہ قربانی بڑھا دی ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں گنجائش بہت تھی اور عموماً سستی پائی جاتی تھی۔ابھی بھی اور گنجائش ہے اللہ کے فضل سے انشاء اللہ ان کو آئندہ اور بھی زیادہ قربانی کی توفیق ملے گی۔زیمبیا نے ایک سو چار فیصد قربانی میں آگے قدم بڑھایا ہے۔سرینام نے اٹھانوے فیصد۔سپین نے ستاسی فیصد۔سیرالیون نے شدید غربت کے باوجود اور سخت بدامنی کے حالات کے باوجود اس قربانی میں چوالیس فیصد اضافہ کیا ہے۔گیمبیا نے چالیس فیصد۔آسٹریلیا نے اکتیس فیصد۔بیلجیئم نے تیس فیصد اور ناروے نے تئیس فیصد۔بیلجیئم کا اضافہ اگرچہ تیس فیصد ہے جو باقیوں سے کم ہے مگر پچھلے سال بھی ان کی قربانی کا معیار بلند تھا اس سے آپ اندازہ کریں کہ بیلجیئم کی جماعت تعداد میں بہت تھوڑی ہے اس کے باوجود آٹھ ہزار ایک سو بیاسی پاؤنڈ کی قربانی انہوں نے پیش کی ہے۔اور ناروے جوان سے تعداد میں بھی دگنے سے بھی زائد ہے اس کا نو ہزار چار سو پینتالیس پاؤنڈ کی قربانی کا معیار ہے جو اچھا ہے لیکن بیلجیئم کو اللہ تعالیٰ نے بہرحال قربانیوں میں زیادہ آگے بڑھنے کی توفیق بخشی ہے۔

جہاں تک جماعت کی ضروریات کا تعلق ہے یہ اللہ پوری کرتا ہے۔اس میں تو کبھی وہم کا شائبہ بھی میرے دل میں پیدا نہیں ہوا کہ چندے کم رہ جائیں گے،ضرورتیں بڑھ جائیں گی۔مجھے یاد ہے اسی سال ان کے جو وکیل چودھری شبیر احمد صاحب چندوں کی وصولی کے ذمہ دار ہیں ان کی طرف سے مجھے یہ تشویش کا پیغام ملا کہ ہم نے مہنگائی کے پیش نظر تمام کارکنوں کے الاؤنس میں بیس فیصد اضافہ کر دیا ہے اور اب حیران ہیں کہ یہ پورا کیسے ہوگا۔انہوں نے مجھے میرے جواب کا ایک حصہ لکھ کے بھیجا ہے ”دفتری تشویش کی کوئی وجہ نہیں کوشش جاری رکھیں مال تو اللہ ہی نے دینا ہے۔“ کہتے ہیں یہ پیغام ملنے کے بعد جو پہلا دورہ کیا اس دورے میں وہ سارا بیس فیصد حاصل ہو گیا بلکہ اس سے معاملہ بڑھ گیا۔تو یہ ایک امر واقعہ ہے اس تجربے کی بنا پر پورے یقین سے میں نے ان کو لکھا تھا اور ہمیشہ یہی دیکھتا ہوں کہ ضرورتیں بڑھتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اموال خود مہیا کر دیتا ہے۔پس اس پہلو سے کوئی فکر کی بات نہیں۔صرف فکر کی بات یہ ہے کہ کبھی بھی ہماری مالی قربانیاں ہماری تقویٰ کی استطاعت سے آگے نہ نکلیں اور ہمیشہ جب آگے بڑھیں تو بڑھتی ہوئی تقویٰ کی استطاعت کی نشاندہی

کر رہی ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

قربانیوں کے بہت ہی عظیم الشان مواقع اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ بعض غریب ایسے بھی ہیں جنہوں نے، جن کے پاس ایک ذریعہ بائیسکل کا تھا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے۔ وہ انہوں نے محض اپنا چندہ پورا کرنے کی خاطر جو توفیق سے بڑھ کر لکھوا دیا تھا بیچ دیا اور اس کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہوا وہ جماعت کو پیش کیا اور خدا کے حضور سرخرو ٹھہرے۔ پس ایسے لوگوں سے خدا کا یہ بھی وعدہ ہے کہ میں دنیاوی اموال میں بھی تمہیں ترقی دوں گا اور واقعۃً یہ ہے کہ جماعت کو جو خدا تعالیٰ نئی نئی توفیق عطا فرماتا چلا جا رہا ہے اور استطاعت بڑھ رہی ہے اس کا ہمارے پہلے قربانی کرنے والوں سے تعلق ہے جس کا پھل آج جماعت کھا رہی ہے۔ آج جو آپ کھیتی بوئیں گے وہ اپنی آئندہ نسلوں کے لئے بوئیں گے۔ روحانی طور پر تو اس کے فوائد ہمیشہ لازوال رہیں گے مگر دنیاوی لحاظ سے بھی جماعت کی مالی استطاعتیں بڑھتی چلی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور خدا کے فضلوں کے یہ نظارے دیکھ کر حقیقی معنوں میں اس کا شکر گزار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:

آج کل دن اتنے چھوٹے ہو گئے ہیں کہ جمعے کی نماز ختم ہونے سے پہلے عصر کا وقت شروع ہو چکا ہوتا ہے پس یہ حساب دیکھنے کے بعد میں نے آج سے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک یہ صورتحال جاری رہے گی ہم جمعے کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی پڑھ لیا کریں گے اور اس وقت تک یہ نمازیں جمع ہوں گی اس کے بعد نہیں۔ اور روزمرہ کی عام نمازوں پر یہ حکم صادق نہیں آتا کیونکہ ظہر کا وقت ہمارے اپنے اختیار میں ہے ہم ظہر کے اندر ظہر کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ پس اس سے بظاہر رخصت حاصل کر کے لوگ اپنی روزمرہ کی نمازوں کا دستور نہ بدلیں۔ ظہر، ظہر کے وقت ادا ہو۔ عصر، عصر کے وقت ادا ہو لیکن جمعہ کی مجبوری کے پیشِ نظر، یہ ہو گا اور یہ استثنائی فیصلہ ہے۔